افسانہ

سچائی

ڈاکٹر وسیم صدیقی
10/8. Road, North, Ahmadi
KUWAIT

آج اشوک بہت خوش تھا۔ کیوں نہ ہوتا۔ آج ہی وہ اپنی اکلوتی بہن کا رشتہ طے کر کے آیا تھا۔ لڑکا بھرت پور میں واٹر ورکس میں جونیئر انجینئر ہے۔ بی۔ای کی ڈگری لئے ہوئے ہے۔ ترقی بھی اس کی جلدی ہو سکتی ہے۔

ماں جی لڑکا بہت ہی ملنسار ہے، بہت اچھی طرح سے ملا، اشوک نے اپنی ماتا جی کو بتایا۔ ماں جی بھی خوشی سے نہال ہو گئیں۔

شادی چھ مہینے بعد کرنے کو کہہ رہے تھے۔ میں نے حامی بھر لی۔ جب تک میری وکالت بھی پوری ہو جائے گی۔

ارونا...... اے ارونا...... کدھر چلی گئی۔ اس کی سگائی طے کر کے آیا ہوں اور اب تک چائے کا پتہ نہیں۔ ابھی لائی بھیا، کہتی ہوئی ارونا پاس کے کمرے سے نکل آئی۔ اچھا تو اب اپنی شادی کی باتیں چھپ کر سنے جارہی تھی۔ کیا ہے بھیا۔ ارونا غصہ سے بڑبڑائی تھی۔ لیکن پھر بھی اپنے چہرے پر پھیلی ہوئی مسکراہٹ کو نہیں روک سکی تھی۔ اور وہ خوش کیوں نہ ہوتی۔ بی۔اے کئے ہوئے دو سال سے زیادہ ہو رہے تھے، اشوک نے پچھلے دو سال میں اس کے رشتہ کے لئے کئی کوششیں کی تھیں اور اب جاکر اُسے کامیابی ملی تھی۔

شادی کے دن قریب آتے جارہے تھے اور ساتھ میں اشوک کے امتحان بھی۔ اس سال اس کا ایل۔ایل۔بی کا آخری سال تھا۔ ارونا شادی کے کپڑوں کی سلائی کڑھائی میں محلہ کی دوسری لڑکیوں کے ساتھ خود بھی اپنی ماں جی کی مدد کر رہی تھی۔

اماں جی ونود کا فون آیا تھا، کل وہ کسی سرکاری کام سے جے پور آرہا ہے، یہاں بھی آئے گا۔ اچھا کیوں ماں جی کے چہرے پر تشویش کے بادل چھلکنے لگے۔ ارونا کو تو وہ ایک شادی میں دیکھ ہی چکا ہے اور ساری بات طے ہو چکی ہے تو وہ اب کیوں آرہا ہے۔ ارے آپ بھی خواہ مخواہ پریشان ہو جاتی ہیں۔ اپنے دفتر کے کام سے آرہا ہے تو یہاں بھی آجائے گا تو کیا حرج ہے۔ دوسرے دن ونود ان کے گھر آگیا تھا۔ کھانا وغیرہ کھانے کے بعد اشوک ونود کو اپنے کمرے میں لے آیا تھا۔ دیکھو ونود جہیز میں ہم ضروری سامان دیں گے۔ ویسے تمہارے ذہن میں کوئی خاص آئٹم ہو تو بتاؤ۔ اشوک نے کافی دوستانہ ماحول میں اس سے کہا۔ ونود قہقہہ مار کر ہنسا تھا، پھر بولا تم کیا دو گے۔ فریج، کولر، ٹی وی، اسکوٹر یہ سب ہمارے پاس ہے اور جب تم کچھ دینا ہی چاہتے ہو تو تھوڑا بہت کیش دے دینا۔ کسی بزنس میں لگا دیا جائے گا۔ کتنا کیش؟ اشوک پھنسی پھنسی آواز میں بولا۔ ۵ لاکھ سے ٹھیک ٹھاک بزنس شروع کیا جاسکتا ہے۔

ونود بھرت پور واپس چلا گیا تھا۔ اشوک نے اس سے کہا تھا کہ وہ اتنا نہیں دے سکتا لیکن کوشش کرے گا کہ زیادہ سے زیادہ کا انتظام ہو جائے۔

شادی کی تیاریاں زور شور سے تھیں، گھر میں گانے بجانے کا ماحول تھا تب ہی باہر سے پوسٹ مین نے آواز لگائی تھی۔ ونود کا خط آیا تھا، اس نے شادی سے انکار کر دیا تھا۔ خط میں جہیز کی وجہ کیا لکھتا اس نے ارونا پر بدچلنی کا الزام عائد کر دیا تھا۔

ونود کا خط آئے ہوئے کئی دن ہو گئے تھے۔ ارونا پر تو

چپ لگ گئی تھی لیکن اشوک کے جنون میں کمی نہیں ہوئی تھی۔ وہ ونود کا خون کرنا چاہتا تھا۔ ماں جی بیحد گھبرا گئی تھیں۔ کبھی وہ اشوک کو سمجھاتیں اور ارونا کے چپ کا تو ان کے پاس کوئی علاج نہیں تھا اور دوسرے دن گھر میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ ارونا جب صبح کافی دیر تک سوئی رہی تو ماں جی اسے اس کے کمرے جگانے گئیں۔ ارے یہ کیا ارونا شادی کا لال جوڑا پہنے سو رہی تھی۔ ماں جی کانپ اٹھی تھیں لگتا ہے ارونا کے دماغ پر اثر ہوگیا۔ ارونا اٹھو ماں جی نے اس کا شانہ ہلایا تھا۔ لیکن اٹھنے کے بجائے ارونا کی گردن ڈھلک گئی تھی۔ ماں جی اتنی زور سے چیخی تھیں کہ سارے محلے والے اکٹھا ہو گئے تھے۔ شام تک ارونا کی ارتھی کے سارے رسومات ہو گئے تھے۔

اشوک کے اندر اب کافی کچھ بدلنے لگا تھا۔ کافی دنوں تک گم صم رہنے والے اشوک نے اپنی کتابیں دوبارہ تھام لی تھیں۔ وقت گزرتا گیا اس نے وکالت پاس کر لی تھی۔ منصفی کا امتحان بھی۔ اور اب وہ ایک منصف مجسٹریٹ تھا۔

آج اشوک کے سامنے ایک ایسا مقدمہ پیش تھا کہ اس کے پرانے زخم پھر تازہ ہو گئے۔ ایک بہن کو اس کی سسرال میں مار ڈالا گیا تھا قتل کے جرم میں گرفتار ہو گئے تھے اس کی ساس سسر اور شوہر۔ قتل کا مقدمہ چلا تھا اور مناسب ثبوت نہ ملنے پر عدالت نے ان تینوں کو بند کر دیا تھا اور جس وقت وہ تینوں عدالت سے ہنستے مسکراتے باہر نکل رہے تھے تو کسی طرف سے گولیاں چلی تھیں اور ان تینوں نے وہی عدالت کے باہر تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیا تھا۔ اس وقت تو قاتل فرار ہوگیا تھا لیکن بعد میں وہ گرفتار کر لیا گیا تھا۔ وہ تھا اس لڑکی کا بھائی اور اب یہ قتل کا مقدمہ اشوک کی عدالت میں پیش تھا اور جس وقت وہ مجرم یعنی اس لڑکی کا بھائی سریش کمار اس کے سامنے پیش کیا گیا تو اشوک اسے ایک ٹک دیکھتا رہ گیا ستائشی نگاہوں سے۔ اس نے سوچا کہ شاید وہ اپنی بہن کو اتنا نہیں چاہتا تھا جتنا یہ نوجوان چاہتا ہوگا۔ تبھی تو اس نے اپنی بہن کے قاتلوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور وہ ونود سے کچھ بھی تو بدلا نہیں لے سکا تھا۔

مقدمہ کی کاروائی شروع ہوگئی تھی۔ کسی نے سریش کو گولی چلاتے نہیں دیکھا تھا لیکن سارے ثبوت اس کے خلاف جا رہے تھے۔ یہ بھی ثابت ہوگیا تھا کہ مقتولوں کے جسم سے برآمد گولیاں اسی پستول سے چلائی گئی تھیں جس پر سریش کی انگلیوں کے نشانات پائے گئے تھے۔ اور سب سے بڑی بات سریش کو ان کو قتل کرنے کی معقول وجہ بھی تھی۔ اشوک بڑے شش پنج میں پڑ گیا تھا۔ وہ ہر حال میں سریش کو بری کرنا چاہ رہا تھا لیکن ثبوت سارے اس کے خلاف جا رہے تھے۔ اشوک کا بس چلتا تو اسے سزا کے بجائے سرکار کی طرف سے تمغۂ شجاعت دینے کی سفارش کرتا۔ لیکن وہ قانون کے ہاتھوں مجبور تھا۔ اس نے سوچا وہ کہیں اور ٹرانسفر کرا لے اور اس کا فیصلہ دوسروں پر چھوڑ دے لیکن اس صورت میں اسے پھانسی بھی ہو سکتی ہے۔ وہ کم از کم اسے پھانسی سے بچا کر عمر قید تو دے ہی سکتا ہے۔ اور پھر وہ اس کا فیصلہ لکھنے بیٹھ گیا۔ اور کافی بوجھل دل سے اس نے اس نوجوان کے لئے عمر قید کی سزا تجویز کر دی تھی۔ کل اسے عدالت میں فیصلہ سنانا تھا۔

مقدمہ کی کارروائی شروع ہو چکی تھی پولیس انسپکٹر راجہ رام عدالت میں داخل ہوئے جنہوں نے سریش کو گرفتار کیا تھا۔ جناب عالی میں اس مقدمہ کے سلسلے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں اگر میں اس وقت نہیں کہوں گا تو یہ نوجوان میری مکاری اور فریب کا شکار ہو جائے گا۔ اشوک چونک کر پولیس انسپکٹر کو دیکھنے لگا آخر اب یہ کیا چاہتا ہے۔ اس نے

پولیس انسپکٹر کو اپنا بیان دینے کی اجازت دے دی۔ جناب عالی میرا پرموشن ڈیو ہو چکا ہے اگر میری کارگزاری کے ایک آدھ تمغے مجھے اور مل جاتے تو مجھے جلد پرموشن مل جاتا۔ سریش کو میں نے شبہ کی بنیاد پر گرفتار کیا تھا اور پھر اسے دھوکا دے کر اس کے انگلیوں کے نشانات پستول پر لے لئے تھے اور پھر اس کے خلاف کئی جھوٹے ثبوت۔ لیکن صاحب اب مجھے ہوش آ گیا ہے مجھے نہیں معلوم قاتل کون ہے میں نے ایک بے گناہ کو پھانسی کے پھندے تک پہنچانے کی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ میرا بھرا پرا خاندان ہے میرے اس گناہ پر بھگوان چپ نہیں بیٹھیں گے۔ میرا سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔ پولیس انسپکٹر راجہ رام یہ کہہ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

اشوک کو انسپکٹر کے بیان میں کئی جگہ جھول نظر آیا لیکن سریش کو بری کرنے کا ایک موقعہ مل گیا تھا۔ اس نے سریش کمار کو باعزت بری کرنے کا حکم دے دیا اور راجہ رام پر عدالت کو دھوکا دینے کے جرم میں مقدمہ چلانے کا حکم دے دیا۔

آج اتوار تھا عدالتیں بند تھیں۔ اشوک اپنے گھر کے باہر لان میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا تب ہی چوکیدار نے کسی ملاقاتی کا کارڈ لا کر اسے دیا۔ سریش کمار اسسٹنٹ انجینئر۔ وہی سریش کمار اشوک کے سامنے بیٹھا تھا جسے اشوک نے قتل کے جرم سے بری کیا تھا۔ وہ اشوک کو اپنی شادی کا کارڈ دینے آیا تھا۔ سر آپ نے میرے اور میرے پریوار کے لئے جو اپکار کیا ہے وہ ہم لوگ زندگی بھر نہیں بھول سکتے۔ آپ اگر میری شادی میں شریک ہو جائیں تو میرے لئے اس سے بڑھ کر کوئی خوشی نہیں ہوگی۔

اشوک کارڈ نکال کر پڑھنے لگا، لڑکی کا نام تھا کویتا ڈاٹر آف شری راجہ رام۔ ہاں بھائی ضرور آپ کی شادی میں آؤں گا لیکن یہ راجہ رام کون ہیں؟ سر یہ وہی انسپکٹر راجہ رام ہیں جو ہمارے مقدمہ میں پولیس آفیسر تھے اور اب ان پر عدالت میں مقدمہ چل رہا ہے لیکن یہ سب کیسے ہوا اشوک نے پوچھا۔

سریش کچھ دیر تک اشوک کی طرف دیکھتا رہا پھر بولا آپ کے سامنے سچائی بیان کرنے میں مجھے بالکل ڈر نہیں لگ رہا ہے۔ جب میں رہا ہو گیا تو میں نے سوچا یہ انسپکٹر راجہ رام کو اچانک کیا ہو گیا سچائی جانتے ہوئے بھی کہ قاتل میں ہوں انہوں نے اپنا بیان کیوں بدل دیا اور مجھے بچانے کے لئے اپنے کیریر کو خطرے میں ڈال دیا۔ یہ سب جاننے کے لئے میں انسپکٹر راجہ رام کے گھر گیا۔

دروازہ ایک بھلی صورت لڑکی نے کھولا تھا اس کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔ شاید وہ آنسو پوچھتے ہوئے باہر آئی تھی۔ میں سریش ہوں۔ انسپکٹر سے ملنا ہے۔ آپ وہی سریش تو نہیں جنہیں ڈیڈی نے پھانسی کے پھندے سے بچالیا تھا۔ جی ہاں میں وہی ہوں۔ انسپکٹر صاحب کہاں ہیں؟ آیئے بیٹھیے اس لڑکی نے ڈرائنگ روم کھول کر مجھے بٹھایا تھا۔ وہ اب انسپکٹر نہیں رہے ان کے معطلی کے کاغذات آج آ گئے۔ او ہو مسٹر سریش کہاں ہیں۔ انسپکٹر جے رام وہاں آ گئے تھے۔ یہ میری بیٹی انجلی ہیاور آپ ہیں سریش کمار سول انجینئر۔ بیٹے! سریش کے لئے کچھ چائے لایئے۔ انجلی وہاں سے چلی گئی تھی۔ آج انجلی کے ہونے والی سسرال نے بھی یہ رشتہ ختم کر دیا۔ میری بیٹی آج دن بھر روتی رہی۔ میں بھاری دل سے بیٹھ گیا، میری وجہ سے انسپکٹر راجہ رام کے خاندان پر ایک ساتھ کتنے مصائب آ گئے تھے۔ میں نے انسپکٹر راجہ رام سے پوچھا۔ آپ نے ایسا کیوں کیا۔ ایک میری جان بچانے کے لئے کتنی مصیبتیں ایک ساتھ لے لیں۔ جب کہ آپ کو پتہ ہے کہ میں قاتل ہوں۔ میں نے

ہی اُن تینوں شیطانوں کو موت کے گھاٹ اُتارا ہے۔ اس کا فیصلہ خود میں نے لکھا تھا اور جلاد بھی میں خود ہی بن گیا تھا۔ انسپکٹر جے رام نے جواب دیا، بیٹے جب آدمی پر خود پڑتی ہے تب اس کی سمجھ میں آتا ہے۔ انجلی میری چھوٹی بیٹی ہے اور کویتا میری بڑی بیٹی۔ اس کی شادی کو ایک سال ہوا تھا میں نے ہمیشہ ایمانداری کی زندگی گزاری۔ وہ لوگ سمجھ رہے تھے کہ پولیس انسپکٹر کی بیٹی ہے، لاکھوں کماتا ہوگا۔ اچھا جہیز ملے گا۔ جہیز کم دیکھ کر انہوں نے اسے ستانا شروع کردیا اور ایک دن کویتا نے اپنے شوہر اور ماں باپ کو اسے جلا کر مار ڈالنے کا پلان بنائے تو اس نے ایک منٹ بھی یہاں آنے میں دیر نہیں لگائی۔ پھر میں نے اسے اپنے شوہر سے طلاق دلوانے میں دیر نہیں لگائی۔ اس وقت جب کہ میری بیٹی زندہ ہے میرا دل چاہ رہا تھا کہ جا کر ان سب کے ٹکڑے ٹکڑے کردوں۔ تب مجھے تمہارے حالات کا اندازہ ہوا۔ تمہاری بہن کو تو ان ظالموں نے زندہ جلا کر مار ڈالا تھا۔ بس میں نے سوچ لیا کہ تمہیں ہر حال میں بچانا ہوگا چاہے میرا جتنا نقصان ہو جائے۔ انجلی چائے لے کر آ گئی تھی۔ اس کی آنکھیں ابھی تک نم تھیں۔ میں نے سوچا کتنا بدقسمت ہے وہ خاندان جس نے اتنی اچھی لڑکی کے رشتہ سے انکار کردیا۔ میں وہاں سے واپس آ گیا تھا اور دوسرے دن میرے ماتا پتا انسپکٹر صاحب کے گھر میرے لئے کویتا کا ہاتھ مانگنے چلے گئے تھے۔ اوہ یہ تو آپ نے بہت اچھا کام کیا۔ اشوک اتنا ہی کہہ سکا۔

سریش چلا گیا تھا۔ اشوک سوچنے لگا تھا انسپکٹر راجہ رام واقعی اب بھی دُنیا میں اس طرح کے لوگ مل جاتے ہیں اور پھر میرے اوپر بھی تو انہوں نے احسان کیا تھا۔ ورنہ سریش کو سزا دے کر مجھے زندگی بھر افسوس ہوتا۔ کیسے ان کا یہ احسان اُتارا جا سکتا ہے۔

اور پھر دوسرے دن وہ اپنی ماتا جی کو لے کر انسپکٹر راجہ رام کے گھر پہنچ گیا تھا۔ انجلی کا ہاتھ مانگنے۔

●●●

اکیسویں صدی کی غزل کے صاحبِ فکر شاعر شرافت حسین شرافت کا پہلا شعری مجموعہ

رشتوں کے ذائقے

شائع ہوگیا ہے

صفحات : 184

قیمت : -/100

ملنے کے پتے:

- دفتر ماہنامہ لاریب۔ ۳۰۔ محمد علی لین۔ امین آباد۔ لکھنؤ
- ادارہ مجلس اربابِ اُردو ادب۔ سکراول۔ ٹانڈہ۔ فیض آباد
- شرافت حسین شرافت۔ قاضی پورہ۔ ٹانڈہ۔ فیض آباد